Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۲۷ شوال ۱۴۱۰ھ، ۲۳ ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۲۳ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۶

محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کیلئے خصوصی دعا کی درخواست

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت فضل عمرؓ، بیگم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ، کی صحت آنکھ کا آپریشن ہونے کے بعد سے ناساز ہے اس آنکھ میں انفکشن کی وجہ سے تکلیف ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ محترمہ صاحبزادی صاحبہ کیلئے خصوصی دعائیں کریں۔ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے شفاء کامل عطا کرے اور صحت و تندرستی والی طویل عمر سے نوازے۔

ارشادات عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بھی یاد رکھو کہ راستباز دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو انبیاء و رسل۔ یہ تو اعلیٰ درجہ کے راستباز اور مقدس وجود ہیں۔ دوسری قسم کے وہ راستباز ہیں جو عام مومن ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں کچھ نہ کچھ بقایا نفس بھی موجود ہوتا ہے۔ ان دوسرے درجہ کے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ خوارق کا حصہ دے دیتا ہے۔ لیکن بڑے نشانوں کے مستحق وہی قوم انبیاء و رسل کی ہے جو کسی صورت میں بھی خدا تعالیٰ کے غیر کا جلال نہیں دیکھ سکتے۔ ان کی مصیبت اور دکھ اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے خلاف نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ میرا ایمان یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے پہلے ایک طوفان خود نوحؑ پر بھی آیا۔ تب وہ طوفان آیا جس نے لوگوں کو غرق کیا۔ اسی طرح پر موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکھی جو لوگوں کی نظر سے مستور تھی مگر وہ ایسی مصیبت تھی کہ اسے ان کا ہی دل برداشت کر سکتا تھا اور ایسی بھاری مصیبت تھی جس نے یہ نمونہ غرق دکھایا۔ نوح علیہ السلام کا غم خیال کرو کہاں تک پہنچا ہوگا جو خدا تعالیٰ کا غضب اس طرح پر بھڑکا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۴۴۵)

"جہاں تک ہو سکے مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرو۔ یاد رکھو، شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی بدقسمت نہ ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے اس لئے کہ وہ تم سے کھانے کو نہیں مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہیں۔ وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہٗ لاشریک خدا سمجھو۔ اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اس کے مرسلوں پر ایمان لا کر ان کی اتباع کرو۔ لیکن حقوق العباد میں آکر مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ جہاں نفس دھوکہ دیتا ہے۔ ایک بھائی کا حق ہے اور اس کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے۔ مقدمات ہوتے ہیں تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچھ مجھ ہی کو مل جاوے۔ غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اس کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ آدمی دوسرے کے حقوق تلف کرنے والا ٹھہرے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جس کے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۹)

انسان کی بدبختی اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے خالق کو نہ پہچانے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس وقت ان کی بعثت کی بڑی ضرورت تھی۔ لوگ نہ اسماء الٰہیہ کو جانتے تھے نہ صفات الٰہیہ کو نہ افعال سے آگاہ تھے۔ نہ جزاء و سزا کے مسئلہ کو مانتے تھے۔ انسان کی بدبختی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ اپنے مالک اپنے خالق کے نہ اسماء کو جانے نہ صفات کو۔ غرض لوگ اس کی رضامندی سے آگاہ تھے نہ اس کے غضب سے۔ ایسا ہی جو مسئلہ انسان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے وہ جزاء و سزا کا مسئلہ ہے۔ اگر شریف طبع انسان کو معلوم ہو کہ اس کام کے کرنے سے میری ہتک ہوگی یا مجھے نقصان پہنچے گا تو وہ کبھی اس کے قریب نہیں پھٹکتا بلکہ ہر فعل کی نگرانی کرتا ہے۔ مختلف طبائع کے لوگ اپنے مالک کے اسماء۔ صفات کے علم اور جزاء سزا کے مسئلہ پر یقین کرنے سے نیکیوں کی طرف توجہ

باقی صفحہ ۷ کالم ۲ پر

اعلان ولادت

○ مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری مربی سلسلہ تحریر فرماتے ہیں:

خاکسار کے بیٹے محمد نصیر صدیق کو امریکہ میں اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۶ اپریل ۱۹۹۰ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرہاد نصیر عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میجر زین العابدین صاحب آف کراچی کا نواسہ ہے۔

نیز میرے دوسرے بیٹے محمد منور کو ربوہ میں مورخہ ۸ اپریل ۱۹۹۰ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام ابرار احمد رکھا گیا ہے۔

○ مکرم ظہیر انور فاروقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۰ء کو بچہ عنایت فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے راحیل احمد نام عطا فرمایا ہے

احباب ان بچوں کی صحت اور درازیٔ عمر کیلئے دعا کریں۔

اعلان نکاح

○ عزیز عبد الغفور ابن مکرم خواجہ عبد المومن صاحب آف ناروے کا نکاح عزیزہ مبشرہ ریحانہ بنت مکرم میاں مبارک احمد صاحب (انصاف بکنی والے) کے ساتھ مبلغ ۹۰ ہزار روپے حق مہر پر مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نے پڑھا۔

○ مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ولد مکرم چوہدری محمد سلیمان صاحب کا نکاح بعوض ۹ ہزار روپے حق مہر ہمراہ محترمہ امتہ المتین ناصر صاحبہ بنت مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ نے بیت النور راجن پور میں مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء بعد نماز جمعہ پڑھایا۔ ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳، ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۔ ۲۳، مئی ۱۹۹۰ء

احمدیہ جماعت اور حصول تعلیم

حضرت امام جماعت (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا رہے نے جماعت کو ارشاد فرمایا کہ "ایک ایسی جماعت پیدا ہونی چاہیئے پاکستان میں جس کا اپنے ایج گروپ کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں جو میٹرک پاس نہیں ہے" نیز فرمایا۔

"میں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ وسعت کے لحاظ سے جب تک وسعت نہیں ہوگی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہوگی۔ جتنا اونچا مینار لے جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے ہر بچے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے۔"

دیگر وجوہات کے علاوہ ایک یہ وجہ بھی بیان فرمائی کہ "قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور اس میں بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کے لئے ہمارا ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے۔"

جہاں تعلیم کی رفعت کا سوال ہے اور اسے حسین بنانے کی بات ہے حضور نے فرمایا کہ "اس سے بھی اہم دعا یہ کریں اپنے رب سے کہ اے خدا! مرزا ناصر احمد کی یہ خواہش ہے کہ اگلے سو سال میں ایک ہزار انتہائی غیر معمولی ذہین سائنسدان جماعت احمدیہ کو ملے تو اس خواہش کو پورا کر۔"

ان تمام باتوں کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل کے علاوہ نوجوانوں پر بھی منحصر ہے اور والدین پر بھی۔ بچہ آگے نہ پڑھے اور تعلیم قبل از وقت چھوڑنا چاہے تو یہ والدین کا فرض ہے کہ ایسے حالات پیدا کریں جو اس کو تعلیم جاری رکھنے پر مائل کریں۔ وہ آگے پڑھنا چاہتا ہے تو اپنی تھوڑی سی مالی مدد کے حصول کے لئے اسے کسی کام پر لگانے کی بجائے خود مشکلات میں زندگی بسر کرلیں لیکن اسے تعلیم جاری رکھنے دیں۔ اسی طرح اگر نوجوان بھی اپنے ارد گرد دیکھیں اور سوچیں کہ دنیا کس طرح ترقی کر رہی ہے تو انہیں بھی تہیہ کر لینا چاہیئے کہ چاہے کچھ بھی ہو وہ پڑھیں گے اور پڑھتے چلے جائیں گے جب تک وہ اعلیٰ معیاری تعلیم حاصل نہیں کرتے۔

اور پھر یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ تعلیم پر یہ زور۔ کوئی نیا نہیں۔ آغاز احمدیت ہی سے اس طرف توجہ کی جا رہی ہے۔ قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں ضروریات زندگی بھی آسانی سے دستیاب نہ تھیں۔ کبھی کسی خاص چیز کی ضرورت پڑتی تو کسی آدمی کو دس بارہ میل کے فاصلہ پر بھیج کر وہ چیز فراہم کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس گاؤں میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تعلیم الاسلام سکول کھولا۔ اور احمدیہ جماعت کے نوجوان سارے ملک کے مختلف حصوں سے وہاں آکر تعلیم پانے لگے۔ یہ آج سے سو سال پہلے کی بات ہے۔ اب ہمیں تعلیم کی طرف کس حد تک متوجہ ہونا چاہیئے۔ یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

مجھکو ٹھوکر لگا کے گر جاؤ
اپنی بدنیتی کا پھل پاؤ
میں تو گاتا ہوں آسمانی گیت
تم زمینی سُروں میں کچھ گاؤ

الوالاقبال

بہار آئی ہے تازہ یاد دورِ گلفشاں کرلیں
قفس میں رہنے والو آؤ عرسِ آشیاں کرلیں

خیالِ ضبطِ دم پر بن گئی ہے اب اجازت دے
کہ ان محروم نظروں کو کسی کی داستاں کرلیں

تڑپتی ہیں لبِ خاموش میں مظلوم فریادیں
ذرا اوسان قائم ساکنانِ آسماں کرلیں

امانت اپنی منقاروں میں ہیں وہ آتشیں نغمے
کہ جس تنکے کو ہم چاہیں چراغِ آشیاں کرلیں

خزاں ملبوس ہے رنگینیٔ بادِ بہاری میں
چمن زادوں سے کہہ دو انصرامِ گلستاں کرلیں

یقیں یہ ہے کہ نبضِ حُسن کی رفتار گھٹ جائے
اگر ہم دل ہی دل میں ایک ہلکی سی فغاں کرلیں

تم اپنے دیکھنے والوں کو دادِ دُور بینی دو
کہ جس ذرّے میں چاہیں جھک کے سیرِ دو جہاں کرلیں

زباں ہر جنبشِ مژگاں ہو، خاموشی ہو افسانہ
زبانِ شوق کو گر بے نیازِ داستاں کرلیں

نمودِ آشیاں کو پہلا تنکا لے کے جاتا ہوں
مرا ماتم ابھی سے ساکنانِ گلستاں کرلیں

یہاں تک گامزن ہیں منزلِ مشقِ تصوّر میں
نظر جس شے پہ ڈالیں اس کو تیرا آستاں کرلیں

جنہیں دیر و حرم کی تنگ راہوں سے گزرنا ہو
ہمیں احسانؔ وہ اپنا امیرِ کارواں کرلیں

احسانؔ دانش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

تلقینِ عمل

ایک توکّل کمزوری کی حالت میں ہوتا ہے اور ایک توکّل قوت کی حالت میں ہوتا ہے جو توکّل قوت کی حالت میں ہوتا ہے اگر وہ صحیح ہو تو وہی اصل توکّل ہے مگر دنیا میں عام طور پر جب لوگ کسی کام کو شروع کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے ہی یہ کام کرنا ہے اور ہم اسکو کرتے رہیں گے صرف سامان چاہیئے اور جب سامانوں کے حصول کے لئے انہیں جدوجہد کرنی پڑتی ہے تو ہمتیں ہار کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم یہ کام خدا پر چھوڑتے ہیں حالانکہ توکّل ان دونوں حالتوں میں انسان کو الٹے راستے پر چلاتا ہے۔

جب کام مکمل ہو جائے تو توکّل کہتا ہے یہ مکمل نہیں اور جب ہر قسم کی کوششوں اور تمام ذرائع کو استعمال کرنے کے بعد بھی کوئی کام مکمل نہ ہو تو توکّل کہتا ہے۔ تم سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مکمل ہو جائے گا۔ گویا توکّل ہماری عقل کے بالکل خلاف فتویٰ دیتا ہے۔ جب عقل کہتی ہے کہ سامان مکمل نہیں۔ تباہی کے سامان بڑی سرعت سے ہو رہے ہیں۔ تو توکّل کہتا ہے کہ تم خدا کی طرف دیکھو تمہارا خدا محیی بھی ہے اور جب عقل کہتی ہے کہ اب تباہی کی کوئی صورت نہیں۔ کامیابی کے سب سامان ہمیں حاصل ہیں تو توکّل کہتا ہے کہ تم ڈرو کیونکہ خدا صرف محیی ہی نہیں ممیت بھی ہے۔ گویا عقل جب سب کام کر لیتی ہے تو توکّل کہتا ہے خدا تعالیٰ کی صفت ممیت کو نہ بھولو اور جب ہمارے سب سامان رہ جاتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اب موت اور تباہی آگئی اور مایوسی ہی مایوسی چاروں طرف دکھائی دیتی ہے۔ تو توکّل کہتا ہے کیا خدا محیی نہیں۔ پس توکّل کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں تک خدا نے تم کو طاقتیں دی ہیں ان کو پورا استعمال کرو اور اس کے بعد صوفی سے زیادہ خدا پر اعتبار کرو اور کہو کہ جو کمی رہ گئی ہے وہ خدا آپ پوری کرے گا۔ اور پھر خواہ انتہائی مایوسی کا عالم ہو تم ڈٹ کر بیٹھ جاؤ اور کہو کہ ہمارا خدا ہمیں کبھی بھی نہیں چھوڑے گا۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ ثور میں حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا (ڈرو نہیں یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہے) ہمارا کام یہ تھا کہ دشمن سے بچ کر نکل آتے سو نکل آئے۔ اب دشمن ہمارے سر پہ آ پہنچا ہے تو یہ خدا کا کام ہے کہ وہ ہمیں بچائے سو ڈرنے کی کوئی بات نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے یہ وہ توکّل ہے جس کی دینِ حق ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ یعنی پورے سامان استعمال کرو اور اسکے بعد خدا تعالیٰ پر کامل یقین رکھو اور چاہیے کچھ ہو جائے۔ یہ سمجھ لو کہ خدا ہمیں نہیں چھوڑے گا۔

مگر ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ طریق رائج ہے کہ جب ہمارے کسی کام کا صحیح نتیجہ نہیں نکلتا تو ہم اسے اپنی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے تو محنت کی تھی لیکن اس کا نتیجہ نکالنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں تھا۔ اگر اس نے نہیں نکالا تو اس میں ہمارا کیا اختیار ہے۔ اس طرح ہم اپنی کمزوریوں کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کا نام اتنا غلط استعمال کیا ہے کہ انہوں نے دین کی کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ کسی زمانے میں جب مسلمان کہتے تھے کہ اس گھر میں خدا ہی خدا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس گھر میں خدا تعالیٰ کی برکت پائی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکومت اس گھر میں ہے۔ لیکن آج کل جب لوگ کہتے ہیں کہ اس گھر میں "اللہ ہی اللہ" ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ اس گھر میں کوئی چیز نہیں۔ گویا جن الفاظ کو خدا تعالیٰ کی حکومت اور اس کی طاقت اور قوت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا انہیں اب نفی اور صفر کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی معاملہ ہم نے توکّل سے کیا ہے۔ ہم ایک کام کرتے ہیں اور جب اس کیلئے غلط طریق اختیار کرتے ہیں اسکے لئے کمزور محنت کرتے ہیں۔ یا اس سے قطعی غفلت کا معاملہ کرتے ہیں۔ اور لازماً اس کا نتیجہ صفر نکلتا ہے تو اس کا الزام خدا تعالیٰ کو دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا موجب خدا ہے۔ ہم نے تو اپنا پورا زور لگا دیا تھا۔ اور مقدور بھر محنت بھی کی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمارا بیڑا غرق کر دیا۔ گویا ہر اچھا کام ہم سے سرزد ہوتا ہے۔ اور بیڑہ غرق کرنا خدا تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اور اگر وہ بیڑا غرق کرنے والا نہیں بلکہ بیڑہ ترانے والا ہے۔ تو بیڑہ غرق ہم خود کرتے ہیں۔ اور اپنی نادانیوں اور غفلتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر واقعہ میں ہم محنت کریں۔ اور قربانی سے کام لیں اور خدا تعالیٰ پر توکّل بھی رکھیں تو ممکن نہیں کہ اس کا اعلیٰ نتیجہ پیدا نہ ہو اور اگر ہمارے کسی کام کا اعلیٰ نتیجہ نہیں نکلتا تو ہمارا بیڑہ خدا تعالیٰ نے غرق نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے خود کیا ہے۔ اگر اس نکتے کو سمجھ لیں اور ان کے اعمال کے جو اچھے نتائج نکلیں وہ انہیں اپنی طرف نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور ناکامی کو اپنی طرف منسوب کریں تو ان کی کایا پلٹ جائے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھے شفا دیتا ہے یعنی بیماری میری طرف سے آتی ہے اور شفا خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اس میں یہی نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نیک بات خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرو اور ہر بُری بات اپنی طرف منسوب کیا کرو۔ جب تک تمہارے اندر ابراہیم والا ایمان پیدا نہیں ہوتا اور جب تک تمہارے اندر (جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے) والا احساس پیدا نہیں ہوتا جب تک تم یہ نہیں سمجھتے کہ جب بھی کوئی کمزوری آئے گی وہ ہماری طرف سے ہوگی اور جب ہم میں قوت اور طاقت پیدا ہوگی تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اسوقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن جب تم اپنے اندر یہ تغیّر پیدا کر لو گے اور تمہارے اندر کام کا ایک زبردست میلان پیدا ہو جائے گا اور تمہیں کامیابی ہی کامیابی حاصل ہوتی چلی جائے گی۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف (جب میں بیمار ہوتا ہوں) کہہ دیتے تو پھر مایوسی ہی مایوسی ہوتی اور اگر (وہ مجھے شفا دیتا ہے) کہتے تو امید ہی امید ہوتی۔ اور یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں جب تک کسی کا ایمان خوف اور رجاء کے درمیان نہ ہو اسکے کسی کام کا صحیح نتیجہ نہیں نکلتا اس لئے آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اٹھنے کا موقعہ بھی دیا ہے اور گرنے کا موقعہ بھی دیا ہے۔ اگر میں پوری محنت نہیں کروں گا تو میں گروں گا۔ اور اگر میں پوری محنت کروں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ پر توکّل کروں گا تو میں جیتوں گا۔ پس آپ نے یہ دونوں باتیں بیان کر کے واضح کر دیا کہ انسان کے لئے محنت اور توکّل دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ اگر ہم محنت نہیں کریں گے تو ہمارے کام خراب ہو جائیں گے اور اگر ہم توکّل نہیں کریں گے تب بھی ہم کامیاب نہیں ہوں گے گویا خدا تعالیٰ انسان کی محنت کی تکمیل کرتا ہے اس کا قائم مقام نہیں ہوتا اگر وہ انسان کی محنت کا قائم مقام ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے غلط ہوتی مگر آپ نے جب میں بیمار ہوتا ہوں کہہ کر بتایا ہے کہ اگر میں بیمار ہونے والے افعال کروں تو خدا تعالیٰ مجھے بیمار ہونے سے نہیں روکتا اور وہ مجھے شفا دیتا ہے کہہ کر بتایا کہ میں خود بخود کامل شفا حاصل نہیں کر سکتا۔ کامل شفا دینے والی خدا تعالیٰ کی ہی ذات ہے اور یہی ترقی اور کامیابی کی کلید ہے۔ جب تک کوئی قوم اس گر کو نہیں سمجھتی وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ یورپ اور امریکہ کیوں ترقی کر رہے ہیں وہ اس لئے ترقی کر رہے ہیں کہ انہوں نے اس اصول کا ایک حصّہ پورا کر دیا ہے اور ہم ناکام اسلئے ہو رہے ہیں کہ ہم نے اسکے دونوں حصّوں کو گرا دیا ہے اگر کسی زمیندار کے پاس ایک بیل ہو تو وہ ہل چلا لیتا ہے لیکن دونوں بیل ہی نہ ہوں تو ہل نہیں چلا سکتا اسی طرح اگر کسی کے پاس ایک ہی گھوڑا ہو تو فٹن نہ سہی وہ یکہ چلا سکتا ہے۔ لیکن جس کے پاس ایک گھوڑا بھی نہ ہو تو وہ یکہ بھی نہیں چلا سکتا۔ اسی طرح یورپ نے توکّل کرنا بے شک چھوڑ دیا ہے۔ لیکن چونکہ اسنے محنت والا حصّہ پورا کر دیا ہے اسلئے وہ ترقی کر رہا ہے۔ اور ہم نے دونوں حصّوں کو ترک کر دیا ہے اس لئے ہم ناکام رہتے ہیں۔ پھر جب ہم کوئی کام کرتے ہیں اور اس میں ناکام ہوتے ہیں تو اس ناکامی کو ہم اپنی طرف منسوب نہیں کرتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو محنت کی تھی مگر خدا تعالیٰ نے کامیاب نہیں کیا اور اگر کچھ مل جاتا ہے تو ہم اس کامیابی کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض بیوقوف انسان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب انہیں کوئی ترقی حاصل ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے

باقی صـ ۷ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد اشرف کاہلوں

انشاء پردازی

تحریر و تقریر اظہار خیال کی دو مختلف صورتیں ہیں۔ دونوں کی اہمیت و افادیت اپنے دائرہ کار میں مسلّمہ ہے۔ تقریر میں مقرر کا براہ راست سامعین سے علاقہ و تعلق ہوتا ہے۔ جبکہ تحریر میں لکھاری بالواسطہ اپنے قارئین سے رشتہ و ربط رکھتا ہے۔ ایک مشاق مقرر اپنی آواز کے زیر و بم، حرکات و سکنات، صوتی تاثرات اور سامعین کی نفسیات کے مطابق اپنے بیان کو خوبصورت اور حُسنِ ادا سے آراستہ و پیراستہ کر کے پیش کرتا ہے۔ حالات و واقعات کے لحاظ سے موضوعِ سخن کو زورِ بیان اور شیرینی ادا سے وہ اپنے پیغام کو سننے والوں کے قلب و ذھن میں جاگزیں کرتا ہے۔ خود اپنی مشاہداتی قوت سے بوریت و اکتاہٹ کو شیریں اور پُرمزاح لطائف و حقائق سے دور کرتا ہے۔ یہ شگفتہ بیانی چہروں پر مسکراہٹ بکھیرتی ہے۔ لیکن مضمون نگاری میں ایک انشاپرداز ان ظاہری فوائد سے یکسر محروم و عاری ہوتا ہے۔ قارئین پردۂ غائب میں ہوتے ہیں۔ مختلف النوع لوگ حلقۂ مخاطب میں شامل ہوتے ہیں۔ جن کی تعلیمی صلاحیتیں اور استعدادیں مختلف درجہ پر واقع ہوتی ہیں۔ فہم و ذکا کے لحاظ سے وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی نفسیات اور آئی کیو۔ مقیاسِ ذہانت کو مدّنظر رکھتے ہوئے ایک مضمون نگار اپنے خیالات اور وارداتِ قلبی اور نتیجہ تحقیق و ریسرچ کو احاطۂ تحریر میں لاتا ہے۔ صفحہ قرطاس پر لانے کے لئے بیان کے احسن پیرائے کو اختیار کرتا ہے۔ اُسے اپنے علمی موتیوں کا جڑاؤ خوبصورت نگینہ کی مانند کرتا ہے۔ اس لحاظ سے انشاپردازی نہایت درجہ محنت طلب اور "خونِ جگر" کی متقاضی امر ہے۔ فطرت کے دلکش اور دلآویز مناظر کا بیان ہو۔ معرفت کے حقائق و دقائق کا تذکرہ ہو۔ ادب پر تنقید ہو۔ جدید عصری سائنسی انکشافات کا اظہار ہو یا پھر عصری معاشی و سیاسی، سماجی و معاشرتی اور اخلاقی و روحانی مسائل و افکار کا ذکر ہو یہ سب باتیں جہاں موادِ حقّہ کو چاہتی ہیں وہاں بہترین اسلوب کا تقاضا بھی کرتی ہیں۔ جو بجز مشق اور وجدانی شعور کے ناممکن ہے۔ اس کوچہ کے نشیب و فراز سے آشنائی و واقفیت ہی کامیابی کا اولین زینہ ہے۔ بدوں اس کے وہ اس گہرے اور عمیق و اتھاہ بحرِ بیکراں سے "مرجان" نہیں نکال سکتا۔ اس لئے یہ ضروری امر ہے کہ انشاپرداز کے قواعد اور اصول و ضوابط سے شناسائی ہو۔

قلمی جہاد پر مستعد روحوں کیلئے اُصولِ انشاپردازی سے آگہی بنیادی شرط ہے۔ تا سیف و سنان کی کاٹ کا کام قلم سے لیا جاسکے اور صداقتیں اُجاگر و نمایاں ہو کر روحوں کی ہدایت و رشد کا موجب بن سکیں۔

کسی بھی کلام کا بنظرِ غائر تجزیہ و مطالعہ کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی اہمیت کی ملیں گی۔ اولاً اسلوب اور ثانیاً مضمون۔ ہر تحریر و نگارش اور خیال اسی پر مبنی و مشتمل ہوتا ہے۔ ان میں سے غالب عنصر کونسا ہے؟ اس بارے میں دو آراء تنقیدی ادب میں پائی جاتی ہیں۔ مضمون سے مراد نثر کی معنویت ہے۔ اور اسلوب الفاظ اور ان کی نشست کی نمائندگی کا نام ہے۔ دونوں میں سے قابلِ ترجیح کونسا ہے؟

اسی ضمن میں ایک رائے یہ ہے کہ معنویت تحریر ہی اصل ہے جبکہ بعض کے نزدیک اسلوب ہی نثر کی جان ہے۔ اول الذکر مکتبِ فکر کے افراد "معنویت" کو بمنزلہ "روحِ کلام" سمجھتے ہیں جبکہ مؤخرالذکر گروہ کے نزدیک مجرد روح کچھ بھی نہیں۔ اُن کے خیال میں روح کی جلا جسم سے ہے۔ اب قابلِ توجہ یہ بات ہے کہ اظہارِ خیال میں نظر حُسنِ معنیٰ پر ہو یا اسلوب پر؟

اگر محض اسلوب کو مرتبہ برتری دیا جائے تو ایک نثر نگار فقروں کی بندش، جملوں کی خوبصورتی و ادا حسن کی نغزیت، مرقع و مرصّع طرزِ ادا اور تعاقب الفاظ میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ان کی فریفتگی اُسے مضمونِ کلام سے دُور لے جاتی ہے۔ مرصع کلام سے معنیٰ و مضمون کی وقعت عدم توجہی کا شکار بن جاتی ہے۔ نثر میں حُسنِ معنیٰ، ندرت اور تاثیر کیا ہے اور تخیل کتنا مقتدر ہے؟ یہ سب دقیق مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ اصل "مدعا تحریر" اور "فکر" کو جب دوسروں کے قلوب و اذہان میں داخل کرنا محور و مرکزِ تحریر ہے تو کیوں نہ "مضمون" کو نثر کی اساس و بنیاد بنایا جائے۔ دراصل نثر نگاری میں دونوں کو اپنے مقام و مرتبہ پر رکھنا تحریر کی چاشنی و شیرینی کو دوچند کر دیتا ہے۔ اس خیال کے حوالہ سے چند اہم باتیں پیشِ نظر رہیں تو مضمون نگاری میں دسترس و مہارت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں انتخاب موضوع مضمون نگاری میں بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے اس پر پوری فکری عمارت تعمیر و استوار ہوتی ہے۔ کسی خاص نکتہِ علمی کو موضوع تحریر بنانے سے فکری سوچ ایک ہی نقطہ پر مرتکز ہوتی ہے۔ محدب عدسہ جیسے آفتاب عالمتاب کی کرنوں کو یکجا کر کے ان کی روشنی، حرارت، ملّت اور تابش کو تیز تر کر دیتا ہے اور مقابل کے وجود کو کرنوں کا صفاتی رنگ دے دیتا ہے۔ اسی طرح انسانی سوچ اور قوتِ غور و فکر مرکزی نکتہء علمی کو جِلا بخشتی ہے۔ ادیب کی فکری کاوش اس مرکز کے گرد گھومتی ہے اور وہ اِسی کیفیت و کمیت کو مفصل بیان کر دیتا ہے مثلاً "یقین" کو موضوعِ تحریر اگر بنانا ہے۔ تو اُس کی معنویت، افادیت و تاثیر اور عواقب و نتائج کو اس اقتباس کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔

"بھلا بتاؤ کہ ظن بھی کچھ چیز ہے۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنیٰ ہیں کہ شائد یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں ...... دنیا کی بے جا عیاشیوں کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں رہا...... تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اُس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پرواہ ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں ....."

مؤثر اندازِ بیاں مضمون نگاری میں اپنا مقام رکھتا ہے۔ دلنشیں اور دلچسپ اسلوب، روانی و سلاست، انتخاب الفاظ کا خاص خیال، بندش جملہ یہ تمام باتیں ایسی اعلیٰ رنگ کی ترکیب میں استعمال ہوں کہ قاری کو مسحور کر دیں۔ ذیل کا پیراہِ تحریر اس کی عمدہ ترین مثال ہے۔

"میں کس دف کے ساتھ اس کی منادی کروں کہ گناہ سے چھوڑانا یقین کا کام ہے۔ جھوٹی فقیری اور شخصیت سے توبہ کرانا یقین کا کام ہے۔ خدا کو دکھلانا یقین کا کام ہے۔ وہ مذہب کچھ بھی نہیں اور گندہ ہے اور مردار ہے اور ناپاک ہے اور جہنمی ہے اور خود فہم ہے جو یقین کے چشمہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ زندگی کا چشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے اور وہ پَر جو آسمان کی طرف اڑاتے ہیں۔ وہ یقین ہی ہے کوشش کرو کہ اس خدا کو تم دیکھ سکو جس کی طرف تم نے جانا ہے اور وہ مرکب یقین ہے۔ جو تمہیں خدا تک پہنچائے گا۔ کس قدر اس کی تیز رفتار ہے کہ وہ روشنی جو سورج سے آتی ہے اور زمین تک پہنچتی ہے وہ بھی اس کی سرعتِ رفتار کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو اور اگر تمہیں اس کی منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اُس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔"

تحریر میں حقائق، واقعات صحیحہ کی عکاسی عمدہ مضمون نگاری کا لازمی حصہ ہے۔ اس لئے کہ یہ فطرتِ انسانیہ سے فطری مناسبت و مطابقت رکھتے ہیں۔ تلاش حقائق صحیحہ خاصۂ فطرتِ انسانی ہے۔ انکشافِ حقائق و لطائف اور معارف و حقائق روحِ انسانی میں کیفیتِ انبساط و کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔ قبولیتِ حق کا مادہ بیدار ہو جاتا ہے۔ ظلمت و تاریکی کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ یہ حقیقہ تحریر اس خوبی کو کس احسن رنگ میں پیش کرتا ہے۔ "کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی

باقی صہ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

TARIQ

تعارف

"طارق" (سہ ماہی)

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ، امریکہ

کچھ عرصہ سے مجلس خدام الاحمدیہ 'امریکہ' ایک سہ ماہی رسالہ "طارق" کے نام سے شائع کر رہی ہے۔ اسوقت ہمارے سامنے اس کا ۱۹۸۹ء کا موسمِ گرما کا پرچہ ہے۔ اس کے بائیں طرف ٹائیٹل کے اندرونی صفحہ پر قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کی شبیہ مبارک دی ہوئی ہے۔ اور حضور کے سوانح نہائت اختصار سے تعارف کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ آپ ایک چھوٹے سے قصبے بھیرہ میں ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے تھے اور مختلف ممالک سے دین اور طب کا علم حاصل کرنے کے بعد مہاراجہ کشمیر کے شاہی طبیب مقرر ہوئے اور اس کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں قادیان حاضر ہو گئے۔ جہاں آپ ۱۹۰۸ء میں قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں آپ نے وفات پائی۔

اداریئے میں پاکستان میں بعض تکلیف دہ حالات کے پیدا ہونے اور ان کے تسلسل کا ذکر ہے۔ اس کے بعد قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ رابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے ارشادات درج کئے گئے ہیں

احمدیہ جماعت میں نظام امامت کے کیا معنی ہیں اور اس عہدۂ جلیلہ پر کوئی شخص کس طرح متمکن ہوتا ہے اور اس عہدۂ جلیلہ کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ، حضرت فضلِ عمر اور قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث کے ارشادات دیئے گئے ہیں۔

امریکہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قومی اجتماع ۱۹۸۸ء کی رپورٹ برادرم کلیم بھٹی صاحب کی تحریر کردہ شاملِ اشاعت ہے اور مکرم افتخار احمد علی صاحب کا ایک مضمون "والدین اور ان کے بچے" جس میں کچھ والدین کو نصائح ہیں اور کچھ باتیں بچوں کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ مکرم صوفی غلام اللہ صاحب کا ایک مضمون "نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے" بھی شاملِ اشاعت ہے۔ اطفال الاحمدیہ امریکہ کے تقریری مقابلے کے نتائج درج ہیں۔ اور اسی طرح خدام الاحمدیہ کے سوونیئر کے متعلق ایک تحریر پیش کی گئی ہے۔ ایک مضمون جو ہر شخص کی دلچسپی اور افادے کے لئے شاملِ اشاعت کیا گیا ہے وہ عمومی صحت اور جسمانی فٹ نس کے متعلق مائیکل حامد رحمٰن کا تحریر کردہ ہے۔ ۱۸۸۹ء کے ۲۳ مارچ کے روز ایک واقعہ پیش آیا۔ یہ بیعتِ اولیٰ کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے۔ اس مضمون میں جماعت کی بعض کارگزاریوں سے بھی قارئین کو مطلع کیا گیا ہے۔

اردو حصّے میں حضرت فضلِ عمر اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو اور چوہدری محمد علی صاحب مضطر کی ایک ایک نظم شائع کی گئی ہے اور الگ تنظیموں کے قیام کا مقصد الفضل ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء سے ایک اقتباس شاملِ اشاعت ہے۔

خوبصورت گیٹ اُپ کے ساتھ یہ رسالہ مکرم سیّد ساجد احمد نیشنل قائد کی زیرِ نگرانی شائع ہوتا ہے اور اس کے سٹاف میں مندرجہ ذیل احباب ہیں:

حسن پرویز باجوہ: ایڈیٹر
افتخار احمد علی صاحب: اسسٹنٹ ایڈیٹر
ناصر احمد جمیل: ایسوسی ایٹ ایڈیٹر
محمد داؤد منیر: پروڈکشن ایڈیٹر اور
منور احمد نعیم: پروموشن مینجر۔

ہماری دعا ہے کہ جن اغراض و مقاصد کے لئے یہ رسالہ شائع کیا جاتا ہے وہ احسن طریق پر پورے ہو سکیں اور امریکہ کے ہر خادم کو کسی نہ کسی رنگ میں یہ رسالہ رہنمائی کر کے بہتر سے بہتر انسان بننے کا باعث بنے۔

الفضل کو مضمون بھجواتے وقت صاف تحریر کا لحاظ رکھیں

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب

مکرم مظفر احمد صاحب درانی لکھتے ہیں:۔

آپ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ صبح کی اسمبلی میں خود تشریف لاتے اور حاضری کے لئے کھڑے صف بستہ طلباء کے پیچھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور طلباء کی تمام حرکات و سکنات کا خیال رکھتے اور حسب ضرورت علیحدگی میں توجہ دلا دیتے۔ جب طلباء قطاروں میں اپنے اپنے تدریسی کمروں کی طرف رواں دواں ہوتے تو آپ طلباء کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نوٹ کرتے مثلاً کپڑے میلے ہوں یا استری نہ کئے ہوتے ہوں۔ بوٹ پالش نہ ہوں یا پانچے پھٹے ہوئے ہوں تو ایسے طلباء کو قطار سے بلا کر الگ کھڑا کر لیتے۔ مگر جو یونیفارم میں نہ ہوتا وہ تو آپ کی نظر سے بالکل نہ بچ سکتا۔ تمام طلباء سے مذکورہ کمی کی وجہ پوچھتے۔ اور نہایت دلکش انداز میں توجہ دلا کر کلاس میں بھجوا دیا کرتے تھے۔ آپ کی اسی باریک بینی کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد مجھے آپ کے ایک شاگرد نے بتایا کہ دورانِ جامعہ ایک دن میرے سیاہ جوتوں میں تسمے کسی اور رنگ کے تھے۔ مجھے قطار سے نکالا اور نہایت ہمدردانہ لہجے میں فرمایا۔ جب اس قدر قیمتی بوٹ لے لئے تھے تو ان میں ایک روپے کے سیاہ تسمے بھی ڈلوا لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ صرف اتنا فرما کر مجھے کلاس میں بھجوا دیا۔ مگر آپ کے یہ دو ہی فقرے مجھے آج تک نہ بھولے۔ اس وقت بھی فوراً عمل کر لیا اور آئندہ بھی کبھی نہیں بھولے گا۔

آپ کی دیانتداری اور تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی ایک جھلک مجھے اس وقت نظر آئی جب فرمایا کہ میرے دفتر آنا۔ کلاس کی ملاقات کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں درخواست کرنی ہے خاکسار حاضر خدمت ہوا۔ جامعہ احمدیہ سے چھپے ہوئے پیڈ سے ایک ورق پھاڑ کر میری طرف ہاتھ بڑھایا مگر فوراً واپس کھینچ کر فرمایا۔ یہ کاغذ جامعہ احمدیہ کا ہے جبکہ فرانسیسی کلاس جامعہ کے تحت نہیں ہے اس لئے ہمیں جامعہ کا کاغذ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے اور مجھے اپنے پاس سے ایک سادہ کاغذ دیتے ہوئے فرمایا لو میری طرف سے کلاس کی ملاقات کی درخواست لکھو۔ میں دستخط کر دوں گا۔

نماز عصر کے بعد ایک دن حاضر خدمت ہوا۔ دستک دی۔ اندر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک طالب علم کے ساتھ بیٹھے سویاں تناول فرما رہے ہیں۔ آپ کی دعوت پر میں بھی شامل ہو گیا۔ اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج جامعہ میں میں نے اس طالب علم کو تنبیہہ کی تھی اور اب اس کی دلجوئی کر رہا ہوں۔ تا اس کی اصلاح بھی ہو جائے اور اسکے دل میں ناراضگی بھی نہ رہے۔

محفوظ تحریریں

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ خط مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ (اسیر راہ مولا) کے نام تحریر فرمایا ہے۔

پیارے عزیزم محمد الیاس منیر صاحب

آپ کا خط موصول ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو لامتناہی فضلوں اور ابدی انعامات سے نوازے۔ اللہ آپ کو اپنی محبت میں قابلِ قدر ترقیات عطا فرمائے، حوصلے اور ہمت کو بڑھائے اور یقین و عرفان کی بلندیاں عطا فرمائے۔ دنیا بھر میں جماعت کو عطا ہونے والی عظیم الشان کامیابیاں یقیناً آپ کے فکروں اور دکھوں کو کم کرنے کا ذریعہ بنتی ہوں گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب آپ اسیرانِ راہ مولا کی ہی قربانیوں کا عالمگیر ثمرہ ہے۔ اللہ جہاں ان کامیابیوں کو وسعت و دوام عطا کرے وہاں آپ سب کی مخلصانہ قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے اب رستگاری کے سامان بھی پیدا فرما دے تاکہ آپ سب عزیزوں کے وجود اور زیادہ فعّال رنگ میں جماعت کی ان عالمگیر کامیابیوں میں معاون و مددگار بنیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور ہر آن دستگیری فرمائے اور ہر لمحہ نگہبان ہو۔

والسلام
خاکسار مرزا طاہر احمد
امام جماعت احمدیہ (الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

عبدالرشید خان

محترم حافظ عبدالکریم خانصاحب خوشابی

میرے والد حافظ عبدالکریم خان صاحب ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی نیک شہرت اور خدمات کی بدولت اپنے علاقوں کی پہچان بن جایا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ ایسے نافع الناس وجودوں کی یاد کو مٹنے نہیں دیتا اور آنے والی نسلیں ان کو فخر اور محبت کے ساتھ یاد کیا کرتی ہیں۔

آپ کو ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ خوشاب کی خدمت کرنے بلکہ پروان چڑھانے کا موقع ملا۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی خدمات کی توفیق پائی۔

خوشاب میں احمدیت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زمانہ میں ہی بذریعہ اشتہارات پہنچ گئی تھی۔ اور اسی زمانہ میں دو تین بزرگوں نے بذریعہ خطوط بیعت کی تھی۔ ان میں ایک حضرت مولوی فضل دین تھے۔ جو حافظ عبدالکریم خان کے رشتہ میں ماموں لگتے تھے۔ اور حضور کے رفیقوں میں شامل تھے۔ ان کی دو رشتہ دار خواتین نے بھی احمدیت قبول کی تھی۔ دونوں بیوہ تھیں۔ یہ دونوں خواتین بڑی بزرگ اور نیک تھیں۔ چونکہ محترم حافظ عبدالکریم صاحب کے والد فوت ہو گئے تھے۔ اور حافظ صاحب اور ان کے بھائی عبدالرحیم خان صاحب چھوٹی عمر کے تھے۔ اس لئے ان خواتین نے ہی ان دونوں بھائیوں کی پرورش کی۔

انہوں نے محترم حافظ صاحب کو مڈل تک تعلیم دلوائی پھر لالہ موسیٰ سے جے۔ وی کلاس پاس کروائی اور خوشاب میں پرائمری مدرس ملازم ہوئے۔ اور بعد ازاں کئی سال بطور ہیڈ ماسٹر خدمات سرانجام دیں۔ ان بزرگ خواتین کے ذریعہ احمدیت ان کے دل میں گھر کر چکی تھی۔ اور کئی مقتدی بھی آپ کے ہم خیال ہو چکے تھے۔ لیکن اس کا باقاعدہ اظہار نہ کیا تھا۔ غالباً ۱۹۲۹۔ ۱۹۳۰ء میں مردم شماری کے دوران احمدیت کا اظہار کر دیا۔ اور مع اپنے ان مقتدیوں کے بذریعہ خطوط بیعت کر لی۔ اسی سال حضرت فضل عمر نے خطبہ جمعہ میں اس خوشی کا اعلان کیا تھا کہ ایک امام مع اپنے ۲۷ مقتدیوں کے احمدی ہو گیا ہے۔ اس تعداد میں بچے بھی شامل تھے۔

محترم حافظ صاحب لمبا عرصہ جماعت خوشاب کے کرتا دھرتا رہے مدت تک اس جماعت کے سیکرٹری مال اور کچھ عرصہ صدر جماعت بھی رہے اور مستقل طور پر جماعت کے امام الصلوٰۃ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور تقریباً ۴۰ سال کے قریب تراویح میں قرآن کریم سنایا۔ حافظ صاحب متقی اور نیک انسان تھے۔ محلہ آہیر انوالہ کے اکثر غیر از جماعت افراد کو آپ نے قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ اسی طرح درجنوں احمدیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ بھی پڑھایا۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے گھر کوئی بیمار ہوتا۔ تو حافظ صاحب سے پانی دم کروا کر مریض کو پلایا جاتا۔ اور محض اللہ کے فضل سے اسے شفا ہو جاتی میرے پوچھنے پر ایک دفعہ بتایا۔ کہ میں صرف درود شریف اور الحمد شریف پڑھ کر دم کرتا ہوں۔

صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اور تہجد گزار تھے۔ بہت دعائیں کرتے تھے۔ حضور کی نظموں کا وہ حصہ جو آپ نے اپنی اولاد کیلئے کہی ہیں۔ آپکو زبانی یاد تھیں اور بعض دفعہ تہجد کی نماز میں رکوع کے بعد یہ دعائیں ذرا اونچی آواز سے گنگنا کر پڑھا کرتے تھے۔ ابتدا میں وصیت کر دی تھی۔ آپ کا وصیت نمبر ۹۰۱۴ ہے۔ اپنی زندگی میں ہی جملہ واجبات ادا کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا۔ کثیر العیال تھے۔ لیکن تنخواہ ملنے پر سب سے پہلے چندوں کی ادائیگی کرتے تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ اور آخر زندگی تک یہ چندہ بھی ادا کرتے رہے۔ قدرت ثانیہ کے مظاہر سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ اس وقت عام طور پر ان کی جماعت ان پڑھ تھی سوائے چند احباب کے۔ حضور کا خطبہ جمعہ جو الفضل میں چھپتا تھا جمعہ کے روز وہ خطبہ الفضل سامنے رکھ کر پنجابی میں سناتے جاتے تھے تاکہ سب لوگ سمجھ سکیں۔ جب سے احمدیت قبول کی جلسہ سالانہ پر ضرور جاتے چاہے ادھار ہی لینا پڑتا۔ اور پھر سب بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جاتے اس زمانہ میں خوشاب سے ایک ریل گاڑی لاہور جاتی تھی۔ اس پر جاتے۔ رات لاہور قیام کرتے اور پھر قادیان جلسہ میں شامل ہوتے۔

بیت الذکر خوشاب میں نماز فجر کے بعد درس بھی پنجابی میں دیا کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے ایک دفعہ ساری کتاب پڑھ دی ہے۔ اور دوسرے دور میں کچھ حصہ رہتا تھا۔ کہ ربوہ آ گئے۔ محلہ کے غیر از جماعت معززین دینی اور دنیاوی طور پر آپ کے شاگرد تھے۔ اور آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

آپ کے چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ اپنی زندگی میں سب کی شادی کر دی تھی۔ اور سب اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں آپ کا ایک نوجوان لڑکا عبدالحمید خان لاہور سے ربوہ آتے ہوئے ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا۔ اس عمر میں اس غم کو صبر سے برداشت کیا اور کبھی شکوہ نہ کیا۔

آپ کا ایک لڑکا مولوی عبدالستار سپین میں بطور مربی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دو پوتے ایک عبدالسمیع خان شاہد جامعہ احمدیہ میں بطور استاد اور عبدالقیوم پاشا مربی سلسلہ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کے ۵ نواسے بھی واقف زندگی ہیں۔ جن میں ایک حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہیں۔ اور ایک اظہر احمد صاحب شاہد تین سال تک ناروے میں بطور مربی سلسلہ کام کر چکے ہیں۔

آپ نے ۱۹۸۰ کا جلسہ سالانہ خود جا کر سنا۔ ان دنوں سردی زیادہ تھی۔ آپ کی طبیعت کمزور تھی۔ جلسہ کے فوراً بعد سردی لگنے سے بیمار ہوئے۔ اور تین چار روز بعد ۴ جنوری ۱۹۸۱ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

برطانیہ میں عورتوں کا مستقبل

حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ میں عورتیں اونچے عہدوں پر مشکل ہی سے پہنچ پاتی ہیں۔ مگر ایسا کیوں ہے۔ اس کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیشن قائم کیا گیا تھا۔ جس نے اپنی چھان بین کے بعد تسلیم کیا ہے کہ برطانوی زندگی کے ڈھانچے میں عورتوں کے خلاف امتیازی کارروائی اب بھی روزمرہ کا معمول ہے۔ یہ سارا ڈھانچہ مرد کے گرد بنا ہوا ہے اور مرد اب بھی سمجھتے ہیں کہ عورتوں کا ٹھکانہ ان کا گھر ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ترقی اور برتری کے سارے طریقے ایسے ہیں جو مردوں کو راس آتے ہیں۔ اور عورتوں کی راہ میں دوسری بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ وہ بار بار ماں بنتی ہیں اور بچوں کی دیکھ بھال کی وجہ سے اپنے کام پر پوری توجہ نہیں دے سکتیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یورپ کے دوسرے ملکوں میں حالت اتنی خراب نہیں ہے مثلاً فرانس میں ۸۵ فیصد بچوں کی دیکھ بھال میں حکومت ہاتھ بٹاتی ہے برطانیہ میں صرف ایک فیصد بچوں کو یہ رعائت حاصل ہے۔ زیادہ تر کمپنیوں میں عورتوں کو زچگی کے لئے چھٹی تو مل جاتی ہے مگر ان کی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کمپنیوں کے مالکان عورتوں کے بارے میں عجیب وغریب رائے رکھتے ہیں اور بلاارادہ یا پھر عملاً ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ البتہ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ حالات اب بہتر ہو رہے ہیں۔ بعض اداروں میں ایسا نظام رائج کیا گیا ہے کہ اعلیٰ عہدوں میں خواتین مردوں کے مقابلے پر اب باآسانی آسکتی ہیں۔ رپورٹ میں ایک دلچسپ بات یہ کہی گئی ہے کہ برطانیہ کی پارلیمان میں مرد ہمیشہ بہت زیادہ چنے جاتے ہیں اور عورتیں بہت کم منتخب ہوتی ہیں۔ اس وقت وزیراعظم اگرچہ خاتون ہیں لیکن برطانوی کابینہ میں کوئی بھی خاتون وزیر نہیں ہیں۔ کمیشن نے سیاسی جماعتوں، ٹریڈ یونینوں۔ عدلیہ۔ یونیورسٹیوں اور تاجروں سے زور دے کر کہا ہے کہ وہ خواتین کے ساتھ منصفانہ رویہ اختیار کریں اور انہیں برابر کا موقع دیں۔

بچوں کو تلقین کیجیے کہ جمعہ کی نماز کے بعد سنتیں پڑھ کر بیت الحمد سے باہر نکلا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ : صٓ سے آگے

باذنہ تعالیٰ وہ دُعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے ۔ اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے ۔ جو طرف مویّد مطلوب ہے ۔ خدا تعالےٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں ۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دُعا ہے ۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے ۔ اسکی اصل اور منبع یہی دُعا ہے ۔ اور اکثر دُعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں ۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ایسا رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے ۔ اور گونگوں کی زبان پر ایسے معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا ۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں ۔ جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں "،

استدلالی اسلوب انشا پردازی میں بہت اہم ہے ۔ جدید نثر نگاری میں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے دعویٰ مع دلیل ہی کسی مسئلہ کی سچائی کی پرکھ اور کسوٹی ہے ۔ ایسی نگارش جو اس خوبی سے مزین ہو وہ اثر انگیز ہوتی ہے ۔ استدلالی اسلوب کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے ۔

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہر ایک جگہ تمھیں یقین ہی نا کردنی باتوں سے روک دیتا ہے ۔ تم آگ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے کہ وہ مجھے جلا دے گی ۔ تم شیر کے آگے اپنے تئیں کھڑا نہیں کر سکتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے کھا جائے گا ۔ تم کوئی زہر نہیں کھاتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے ہلاک کر دے گی ۔ ۔ ۔ ۔ جس جگہ تمھیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فعل یا یہ حرکت بلاشبہ مجھے ہلاکت میں ڈال دے گی تم فی الفور اس سے رُک جاتے ہو ۔ ۔ ۔ ۔ کیا تجربہ نے اب تک گواہی نہیں دی کہ بجز یقین کے انسان گناہ سے رک نہیں سکتا ۔ ایک بکری یقین کی حالت میں اس مرغزار میں پھر نہیں سکتی ۔ جس میں شیر سامنے ہو ۔ پس جبکہ یقین لایعقل حیوانات پر بھی اثر ڈالتا ہے اور تم انسان ہو اگر کسی دل میں خدا کی ہستی اور اُس کی ہیبت اور عظمت اور جبروت کا یقین ہے تو وہ یقین ضرور اُسے گناہ سے بچا لے گا"۔

انشا پردازی میں ان متذکرہ بالا اوصاف و خصائص کے علاوہ روزمرہ الفاظ کا مناسب استعمال ، محاورات کا درست استعمال ، استعارہ و کنایہ ، تلمیحات اور ذخیرہ الفاظ کی تحریر میں موجودگی اسے نقطۂ کمال تک لے جانے والی خوبیاں ہیں ۔ مطالعۂ کتب و رسائل نثر نگاری میں نئے رجحانات و میلانات سے باخبر رکھتا ہے ۔ نئے الفاظ اور تراکیب الفاظ و جملہ سے روشناس کراتا ہے ۔ زہد کبر علمی کا تریاق ہے ۔ مضمون نگاری میں اضافہ معلومات کا ذریعہ ہے ۔ مواد دستیاب کو اعلیٰ اور عمدہ طرز پر ترتیب دینا ہی مضمون نگاری ہے ۔

بقیہ : صٓ۳ سے آگے

علم اور طاقت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے اگر ہم علم اور سمجھ والے نہ ہوتے تو ترقی کس طرح حاصل ہوتی اور جب کوئی ناکامی ہوتی ہے تو اسے خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ۔ گویا وہ ہر عیب خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ہر خوبی اپنی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن اگر وہ اپنا رویہ بدل لیں تو ان میں کام کی رغبت اور محنت کی عادت اور چستی پیدا ہو جائے گی اور انہیں صحیح توکّل نصیب ہو جائے گا ۔ اور جسے صحیح توکّل نصیب ہو جاتا ہے ۔ اسکی کامیابی میں کوئی شبہ نہیں رہتا ۔

بقیہ : صٓ۱ سے آگے

کرتے اور بدافعالیوں سے رُکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ ملک عرب میں شراب کثرت سے پی جاتی اور الخمر جماع الاثم صحیح بات ہے پھر فرمایا النساء حبائل الشیطٰن سوم ملک میں کوئی قانون نہیں تھا اندھیر پڑا ہوا تھا ۔ جن سعادت مندوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا وہ پہلے بے خانماں تھے پھر بادشاہ ہو گئے ۔ خس پوش تھے حریر پوش بن گئے ۔ نہ مفتوح تھے نہ فاتح مگر اس اطاعت کی بدولت دنیا میں فاتح قوموں کے امام خلفائے راشدین اور اعلیٰ مرتبت سلاطین کہلائے ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۰ء)

وصایا

ضروری نوٹ :۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں ۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۸۹ :۔ میں عبدالرزاق ولد محمد یعقوب صاحب قوم دیو جٹ پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جتوئی حال طاہر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷/۹/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۳۰۰ روپے ماہوار بصورت وظیفہ مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد ۔ عبدالرزاق فراز ولد محمد یعقوب آف جتوئی حال طاہر ہوسٹل ربوہ گواہ شد نمبر۱ ۔ محمد ارشاد انور وصیت نمبر ۲۵۲۱۶ ۔ گواہ شد نمبر۲ ۔ صداقت احمد وصیت نمبر 25655 ۔

مسل نمبر ۲۷۴۹۰ :۔ میں منورہ سلطانہ سعید بدر زوجہ سعید احمد بدر قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 8/2 فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۴/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیورات طلائی گیارہ تولہ مالیتی ۔/۳۳۰۰۰ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند ۔/۳۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۔/۲۸۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی ۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی ۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ الامتہ منورہ سلطانہ سعید بدر زوجہ سعید احمد بدر 8/2 فیکٹری ایریا ربوہ ۔ گواہ شد نمبر۱ سعید احمد بدر خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲ ظفر اقبال وصیت نمبر ۱۸۹۱۳ ۔

مسل نمبر ۲۷۵۰۲ ANDA و S/O JUMLI پیشہ مزدوری عمر 42 سال بیعت ۱/۱/۱۹۶۰ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) ایک مکان مع زمین برقبہ 48 مربع میٹر مالیتی ۔/10.000.000 روپے (۲) زمین 264 مربع میٹر ۔/528.000 روپے ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/30.000 روپے ماہوار بصورت مزدوری مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا ۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد ۔ ANDA S/O JUMLI انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱ ۔ فضل محمد انڈونیشیا ۔ گواہ نمبر۲ ۔ AHMAD RASYIDI انڈونیشیا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو

۱۔ اس سال جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفینِ زندگی طلباء کا انٹرویو دو دفعہ ہوگا۔ صوبہ پنجاب کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ ۲ جون ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ بوقت سات بجے صبح ہوگا۔ دیگر صوبہ جات (صوبہ سندھ، سرحد، بلوچستان) کے امیدواران کا انٹرویو ان کے میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔ امیدواران اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو جلد ارسال فرمائیں اور اپنے نتیجہ امتحان کی بھی جلد اطلاع دیں۔

۲۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اصولاً امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے۔ ایف۔ اے۔ کے لئے عمر کی حد ۱۸ سال اور بی۔ اے۔ کے لئے عمر کی ۲۰ سال کی حد مقرر ہے۔

۳۔ انٹرویو کے لئے آنے سے پہلے درخواست کا دفتر میں پہنچنا ضروری ہے۔

۴۔ انٹرویو کے وقت سکول / کالج کا اصل سرٹیفکیٹ اور اس کی دو عدد فوٹو سٹیٹ کاپی اور مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تعارفی چٹھی ساتھ لائیں۔

درخواست دہندگان کو انفرادی طور پر بھی اطلاع کی جا رہی ہے۔

وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد سے باقاعدہ

منظور شدہ (Recognised)

الہدیٰ ماڈل کالج

دار النصر غربی ربوہ

گیارہویں جماعت ایف۔ اے، ایف۔ ایس۔ سی،

(پری میڈیکل / پری انجنیئرنگ) اور آئی کام میں داخلہ

شروع ہے۔ سائنس لیبارٹریز کا مکمل اور اعلیٰ انتظام ہے

.G.H.Q کیطرف سے N.C.C کی باقاعدہ ٹریننگ بھی ہوتی ہے

فارم داخلہ اور پراسپکٹس کالج کے دفتر سے مل سکتے ہیں۔

پرنسپل

پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد

ایم۔ ایس سی، پی۔ ایچ ڈی (لندن)

اے۔ آر۔ آئی۔ سی، ایف۔ سی۔ ایس (لندن)

خبریں

ملکی خبریں

○ حیدر آباد کے علاقے میں دوسرے روز بھی راکٹ پھینکنے کا سلسلہ جاری رہا جس سے کم از کم آٹھ افراد ہلاک اور ۲۵ سے زائد زخمی ہو گئے۔ غیر سندھیوں کی کئی دوکانیں لوٹ لی گئیں۔ پولیس اہلکاروں نے عوام کو منتشر کرنے کے لئے گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے ۸ گھنٹے تک قومی شاہراہ کو روکے رکھا۔ بعد ازاں فوج طلب کر لی گئی جس نے آکر مظاہرین کو ہٹایا اور قومی شاہراہ پر ٹریفک کا انتظام بحال کیا۔

○ انجمن سپاہ صحابہ کبیر والا کے دفتر میں دھماکہ ہوا جس سے سولہ سالہ لڑکی زخمی ہو گئی

○ گجرات کے ضلع میں پولیس نے ایس پی اور بعض دیگر پولیس افسران کے تبادلے کے خلاف جو ہڑتال کی تھی وہ چوبیس گھنٹے کے بعد ختم کر دی گئی ہے۔ ان افسران نے جرائم کو روکنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی کہ ان کو اچانک تبدیل کر دیا گیا۔ پولیس ملازموں نے شہر کی سڑکوں پر احتجاجی جلوس نکالا اور نعرے بازی کی تاہم وزیر اعلیٰ نواز شریف نے ہڑتال کی تردید کی ہے۔

○ گجرات جیل کے وارڈنوں نے اپنے ساتھیوں کی گرفتاری کے خلاف ہڑتال کر دی۔ ہڑتالیوں نے کہا کہ گجرات جیل سے جو ۹ خطرناک قیدی رہا ہوئے ہیں ان کو بااثر افراد کے کہنے پر خصوصی سہولتیں دی گئی تھیں اور ان کے سیلوں کی تلاشی نہیں لی جاتی تھی۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے سابق وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی نے بھارتی وزیر اعظم مسٹر وی پی سنگھ پر الزام لگایا ہے کہ وہ بھارت کو پاکستان کے ساتھ جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں حالانکہ یہ جنگ اقتصادی لحاظ سے بھارت کے لئے تباہ کن ثابت ہوگی اور اس کے اثرات دور کرنے کے لئے کئی عشرے درکار ہوں گے۔

○ برطانوی وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر نے کہا ہے کہ ان کا ملک پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کے مسئلے پر پیدا شدہ کشیدگی دور کرانے میں فعال کردار ادا کرنے پر تیار ہے۔

○ ناروے نے کہا ہے کہ وہ کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کی حمایت کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کی قرار دادیں بڑی اہم ہیں تاہم بہتر یہ ہوگا کہ دونوں ملک آپس میں بیٹھ کر بات چیت کے ذریعے حل کر لیں۔

○ آل انڈیا ریڈیو نے کہا ہے کہ کشمیر میں پاکستان نے دس ہزار فوج مزید پہنچا دی ہے۔ اس طرح سے اب کشمیر میں پاکستان کی فوج کی تعداد ۵۰ ہزار ہو گئی ہے۔

○ ویت نام نے کشمیر کے معاملے میں بھارت کی حمایت کرتے ہوئے اسے بھارت کا اٹوٹ انگ قرار دیا ہے۔ اور بھارت کے داخلی معاملات مداخلت کی مذمت کی ہے۔

آپ کی خدمت ہمارا نصب العین

رحمٰن بیکرز ربوہ

فون نمبر ۳۲۰

احباب کی خدمت میں عمدہ مٹھائیوں کے بعد اب پیش کرتے ہیں۔ صبح کا ناشتہ حلوہ پوری۔ چنے۔ عمدہ رس ملائی اور عنقریب بہترین آئسکریم۔

پتہ